اشرف الحکایات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ
کے مختلف مواعظ میں بیان کردہ حکایات کا ایک مجموعہ

مرتب و ناشر

نصیر حسین عفرلہٗ نقشبندی غفوری

ملنے کا پتہ
معرفت وزیر حسین اینڈ سنز
۴ کورٹ چیمبر ۔ بالمقابل سٹی کورٹ کراچی (فون ۔ 731675)

[redacted]

30/-

اشرف الحکایات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
کے مختلف مواعظ میں بیان کردہ حکایات کا ایک نادر مجموعہ

مرتب و ناشر

نصیر حسین غفرلہ نقشبندی غفوری

ملنے کا پتہ
معرفت وزیر حسین اینڈ سنز
۴ کورٹ چیمبر - بالمقابل سٹی کورٹ کراچی (فون- 731675)

مسجد فیض الغفور - شاہ فیصل کالونی ۳ کراچی ۲۵

ایچ ایم سعید کمپنی - ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

کے سوا کوئی اور در بھی اس قابل ہے جہاں چلا جاؤں۔ظاہر ہے کہ اور کوئی در بھی اس قابل نہیں تو پھر میں اسی در پر جان دے دوں گا۔ چاہے وہ قبول کریں یا رد کریں۔

اس جواب پر رحمت کو جوش آیا اور پھر آواز آئی ۔

قبول است گرچہ ہنر نیست

کہ جز ما پناہے دگر نیست

(قبول ہے گرچہ تیرا ہنر نہیں ہے اسلئے کہ سوائے ہمارے تیرے لئے دوسری جگہ پناہ کی نہیں ہے۔)

عیب پوشی

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحہ کے درس حدیث میں ایک معمولی سا طالب علم جنابت کی حالت میں بدون غسل کئے چلا آیا، آپ کو کشف سے معلوم ہو گیا کہ یہ جنبی ہے۔ فوراً آپ نے درس بند کر کے اس سے فرمایا کہ بھائی وہاں ٹھہر د آج تو جمنا کی سیر کو دل چاہتا ہے۔ آپ اور سب طلبہ تیار ہو گئے اور وہاں جا کر غسل کیا پھر فرمایا، لاؤ کچھ پڑھ لو، ناغہ کیوں کیا جائے۔

(مواعظ اشرفیہ رسالہ الابقاء)

ایک جاہل کا پادری کو دندان شکن جواب

بستی میں ایک عیسائی بیان کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ ایک گنوار نے کہا کہ خدا کے اور بھی کوئی بیٹا ہے یا نہیں۔ پادری نے کہا، نہیں گنوار بولا کہ بس تیرے خدا کے اتنے زمانہ میں ایک ہی بیٹا ہوا۔ میرے نکاح کو اتنا عرصہ ہوا ہے اس وقت میرے گیارہ بیٹے ہیں اور آگے بھی اور ہوں گے تو تیرے

توڑی ہے تو بھی ہماری طرف رجوع کر۔ (نعیم التعلیم)

حضرت عمرؓ کی کرامت

حضرت عمرؓ کی سطوت وشوکت جو قلوب پر تھی اس کو تو سب جانتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی عناصر پر بھی آپ کی حکومت گاہے بطور کرامت ظاہر ہوئی ہے چنانچہ ایک مرتبہ زمین کو زلزلہ آیا تو آپ نے فرمایا اسکنی یاارض۔ یعنی اے زمین ساکن ہو جاؤ۔ زمین ٹھہر گئی۔

اور سنیئے، دریاءِ نیل کی کبھی یہ حالت ہوتی کہ اس کا پانی دفعتاً ٹھہر جاتا تھا اور اس قدر نہ بڑھتا تھا جس سے زراعت کی آب پاشی ہو سکے۔ وہاں کے لوگ یہ کرتے تھے کہ ایک حسین لڑکی کو اس میں چھوڑ دیتے تھے (یعنی اس کی بھینٹ چڑھا دیتے تھے) اس وقت اس کا پانی چڑھ آتا تھا۔ جب مصر فتح ہوا تو لوگوں نے یہ قصہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے جو امیر لشکر تھے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا میں اس کی اطلاع امیرالمؤمنین کو کرتا ہوں وہ ضرور اس کا انتظام فرما دینگے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہ سب قصہ لکھا۔ آپ نے اسی وقت ایک فرمان دریائے نیل کے نام صادر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ اے نیل تو اگر خدا کے حکم سے چلتا ہے تو کسی شیطان کے اثر سے مت رک

اور حضرت عبداللہ رضؓ کو لکھا کہ یہ پرچہ دریا میں ڈال دینا۔ چنانچہ حسب الارشاد وہ رقعہ دریا میں ڈال دیا۔ دریا اس زور وشور سے چڑھا کہ کبھی اس زور سے نہ بہا تھا۔ (ارشاد العباد فی میلاد)

کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور اخلاص کا اثر ہوا اور کہا جاؤ ہم نے آج سے تم کو باقاعدہ محتسب بنایا تم بازاروں اور کوچوں میں خلاف شرع کام کرنے والوں کو سزا دیا کرو۔ (اصلاح ذات البین)

بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

دہلی میں ایک بزرگ تھے۔ سید حسن رسول نما رح ان کی یہ کرامت تھی کہ بیداری میں جس کو چاہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی یہ قید بھی تھی کہ دو ہزار روپے لیا کرتے تھے۔ مجھے اول اس سے دنیا طلبی کا شبہ ہوا تھا کہ یہ تو دنیا دار معلوم ہوتے ہیں۔ پھر خیال ہوتا کہ اگر دنیا دار ہیں تو ان کو اتنی بڑی کرامت کیوں کر حاصل ہو گئی۔ ے

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

کامل کا حال ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتا۔ پھر یہ شبہ ایک حکایت سے رفع ہوا وہ یہ کہ میں نے حاجی صاحب (یعنی حاجی امداد اللہ) سے سنا کہ ایک دفعہ ان بزرگ کی بیوی نے درخواست کی کہ تم غیروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کراتے ہو، مجھے بھی کرا دو، میرا تم پر زیادہ حق ہے۔ فرمایا لاؤ دو ہزار روپے کہا میرے پاس دو ہزار روپے کہاں۔ ہاں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ تم مجھ کو دے دو پھر میں تم کو دے دوں گی۔ فرمایا اس سے کیا ہوتا ہے وہ بے چاری بے تاب ہونے لگیں تو فرمایا اچھا تمہارے لئے ہم ایک اور صورت نکالتے ہیں۔ وہ یہ کہ تم دلہن بنو۔ کہا بھلا بڑھاپے میں دلہن بنا کر کیا مذاق کرو گے۔ کہا پھر نہ بنو تم نے ہی درخواست کی تھی۔ ہم نے اس کی آسان ترکیب بتلا دی۔ اگر تم سے نہیں

ہو سکتا نہ کرو۔ جب وہ سمجھ گئیں کہ یہ بدون اسکے نہ کرائیں گے تو وہ دلہن بننے پر راضی ہو گئیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر مسلمان کو عشق ہے اور یہ عشق سب کچھ کرا دیتا ہے ؎

عشق را نازم کہ یوسف را ببازار آورد
ہمچو صنعا زاہدے را زیر زنّار آورد

مجھے عشق پر ناز ہے جو حضرت یوسفؑ جیسی جلیل القدر شخصیت کو بازار میں لاتا ہے اور صنعا جو کہ ایک مشہور زاہد گزرے ہیں کو زنار پہننے پر آمادہ کرتا ہے۔

وہ بےچاری بڑھاپے میں دلہن بنیں اور لال جوڑا پہن کر سر سے پیر تک زیور سے آراستہ ہوئیں، ہاتھوں کو مہندی لگائی اور دلہن کی طرح سر جھکا کر بیٹھ گئیں۔ جب سب کچھ کر چکیں تو سید صاحب وہاں سے اُٹھ کر اپنے سالے کے پاس آئے کہ ذرا یہاں آنا تم کو ایک تماشا دکھاؤں اور گھر میں بلا کر کہا کہ دیکھیے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو کیا دن لگے ہیں۔ بڑھاپے میں آپ کو دلہن بننے کا شوق ہوا ہے۔ بھائی تو لاحول پڑھ کر چلے گئے۔ بھائی کے دیکھ لینے سے بی بی پر اتنا رنج و غم طاری ہوا کہ بےچاری روتے روتے بےہوش ہونے کے قریب ہو گئیں کہ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ میرا فضیحتا ہوگا۔ جب روتے روتے ان کا بُرا حال ہو گیا۔ تب ان بزرگ نے توجہ کی اور اسی رنج و غم کی حالت میں بی بی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ان کا رنج و غم سب جاتا رہا اور دل پر سُرور کا غلبہ ہو گیا۔

تب بزرگ نے فرمایا کہ بی بی میں تم سے معافی چاہتا ہوں کہ تم کو مجھ سے تکلیف پہنچی مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے جو کچھ کیا۔ یہ سب تمہاری درخواست پوری کرنے کی تدبیر تھی۔ بات یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری

میں ہو جانا ایک قسم کا کشف ہے اور کشف کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور باقاعدہ مجاہدہ کے لئے تو زمانہ دراز چاہیئے۔ مَیں نے یہ سوچا کہ کوئی فوری مجاہدہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جس سے دل پر گرانی سخت ہو تو میں نے دیکھا کہ مال خرچ کرنے سے دل بہت دکھتا ہے اس لئے میں نے مالی مجاہدہ تجویز کیا اور اس کی مقدار بھی اتنی رکھی ہے جس کا خرچ کرنا ہر شخص کو دکھتا ہے یعنی دو ہزار روپے جو شخص اتنی بڑی رقم اپنے ہاتھ سے نکالتا ہے۔ اس کا دل ویسا ہی شکستہ ہو جاتا ہے جیسا کہ باقاعدہ مجاہدہ سے ہوتا اس لئے مَیں دو ہزار روپے لے کر زیارت کراتا ہوں پھر جب تم نے درخواست کی تو میں نے دیکھا کہ مالی مجاہدہ تم کو نافع نہ ہوگا کیونکہ تم جو کچھ دو گی وہ میرا ہی دبا ہوا ہوگا۔ پھر میرے پاس آکر بھی وہ تمہاری چیز ہی رہیگی، اس لئے مَیں نے تمہارے لئے مجاہدہ کی یہ صُورت تجویز کی کہ تم دلہن بنو اور دو چار میں ہنسائی ہو جس سے تمہارے دل پر چوٹ لگے تب تم زیارت کشفیہ کے قابل ہو گی۔ (اصلاح ذات البین)

دین پر نہ آپ چلیں نہ دوسروں کو چلنے دیں

بلوہ (ہندو مسلم فساد) کے زمانہ کا قصّہ ہے کہ جہاں لاشیں پڑی تھیں ایک شخص زخمی تھا۔ زخم اتنا کاری تھا کہ اٹھ کر جا نہیں سکتا تھا۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے ایک بنئے کا ادھر گذر ہوا۔ اس شخص نے آہٹ پاکر ضعیف آواز سے پکارا۔ بنیا اس آواز سے ڈرا کہ مردہ کہاں بولنے لگا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں، میں زخمی ہو گیا ہوں چل نہیں سکتا ہوں تم ذرا ادھر آؤ۔ بنئے نے کہا۔ ہم نہیں آتے۔ اس نے پھر کہا۔ بھائی ذرا ادھر تو آؤ میری کمر میں ایک ہمیانی بندھی ہوئی ہے۔ ایک ہزار روپیہ ہے میں مَر جاؤں گا اور یہ ضائع ہو جائیگا

غرض لڑکی کیطرف اشارہ کر کے کہنے لگی، دیکھ یہ ہے میں نہیں ہوں، موت کا نام آتے ہی بس بیٹی کی محبت فنا ہو گئی۔ (احسان الاسلام)

اولیاء اللہ کی موت

ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کے ساتھ یہ شعر پڑھتے چلیں۔ ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما　　آفرین بر دست و بر بازوئے تو

(آپ کے دربار میں ہم مفلس ہو کر آئے ہیں اپنے جمال کے صدقہ میں کچھ عنایت کیجئے ہماری زنبیل کیطرف ہاتھ بڑھائیے آپ کے دست و بازو پر آفرین ہے۔)

اور میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ جب سلطان نظام الدین اولیاء رح کا جنازہ لے کر چلے تو ان کے ایک عاشق زار کی زبان سے شدت غم میں بیساختہ نکلا۔ ؎

سرو سیمینا بصحرا می روی　　سخت بے مہری کہ بے ما میروی
اے تماشا گاہِ عالم روئے تو　　تو کجا بہر تماشا میروی

(اے محبوب آپ جنگل میں جا رہے ہیں سخت بے مہری کہ بغیر ہمارے جا رہے ہیں، اے محبوب! آپ کا رُخِ انور جہاں کا تماشا گاہ ہے۔ آپ تماشے کیلئے کہاں جا رہے ہیں) تو لکھا ہے کہ کفن میں سے آپ کا ہاتھ اونچا ہوا جیسے وجد میں ہوتا ہے۔ لوگوں نے انہیں پڑھنے سے روکا۔ تو مرنے کے بعد بھی یہ حالت ہوتی ہے اس کی وجہ کیا ہے صرف یہ ہے کہ مرنے کے وقت کو وہ زمان وصال سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اس کی تمنا کرتے ہیں جیسے جامی رح فرماتے ہیں ؎

چہ خوش وقتے و خرّم روز گارے
کہ یارے بر خورد از وصل یارے

(کیا اچھا وقت اور کیا اچھا زمانہ ہے کہ اس میں کوئی محب اپنے محبوب کے وصال سے متمتع ہو) (احسان الاسلام)

کنجوسوں کے قصّے

ایک بخیل کا کوئی دوست تھا۔ اس نے اس سے انگوٹھی مانگی، کہ تمہاری نشانی رہے گی جس سے یاد آجایا کرو گے تو بخیل نے کہا کہ جب تم انگلی خالی دیکھو گے تو یاد کر لیا کیجیو کہ کسی دوست سے انگوٹھی مانگی تھی اس نے نہیں دی تھی۔

کوئی بخیل روٹی شہد سے کھا رہا تھا۔ ایک دوست آگیا، روٹی تو فوراً چھپا دی اور شہد اس لئے چھوڑ دیا کہ خالی شہد کون کھاوے گا اس کے بعد ان دوست کو بلایا پوچھا کہ شہد حاضر ہے۔ اس نے بے دریغ کھانا شروع کر دیا۔ جب بخیل نے دیکھا کہ یہ سب ہی کھا جائے گا۔ تو کہا وَاللہِ یَا اَخِیْ اِنَّہٗ یُحْرِقُ الْقَلْبَ یعنی واللہ! اے میرے بھائی! یہ شہد تو دل کو جلاتا ہے۔ دوست نے کہا۔ صَدَقْتَ وَلٰکِنْ قَلْبَکَ یعنی تم نے سچ کہا لیکن تیرے قلب کو جلاتا ہے۔

ایک بخیل انجیر کھا رہا تھا کہ ایک اعرابی آگیا اس نے وہ انجیر کمبل کے نیچے چھپا دیئے اور چاہا کہ اس کو کسی طرح ٹالوں یا کسی اور شغل میں لگاؤں۔ پوچھا ھَلْ تَحْفَظُ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی تم کو کچھ قرآن یاد ہے۔ اس نے کہا

حکایت تو یہ لمبی ہے مگر میرا مقصود اس میں سے صرف اسی قدر تھا کہ یہ دکھلاؤں کہ اہل اللہ کے اندر اس درجہ کا رحم ہوتا ہے لیکن چونکہ بقیہ حکایت سے بھی ایک بہت بڑا نفع ہے ۔ اس لئے اس کو پورا کئے دیتا ہوں ۔ اس قصہ کے بعد شاہ صاحبؒ ایک مرتبہ ایک چھوٹی سی بٹیا یعنے پگ ڈنڈی پر چلے جا رہے تھے جس کے دونوں طرف کیچڑ بھری تھی سامنے سے ایک کتا آ گیا ۔ شاہ صاحبؒ تو منتظر تھے کہ کتا اُترے تو میں آگے چلوں اور کتا اس کا منتظر کہ شاہ صاحبؒ اتریں ۔ جب کھڑے ہوئے دیر ہو گئی تو شاہ صاحبؒ نے اس کی اصطلاح میں فرمایا کہ اترو ۔ اس نے کہا وجہ؟ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں مکلف ہوں اگر میں اترا تو میرے کپڑے اور بدن ناپاک ہو جائیں گے تو نماز پڑھ نہ سکوں گا اور تو مکلف نہیں تو اگر آلودہ ہو جائے گا تو پھر سوکھ کر ایسا ہی ہو جائے گا ۔ کتے نے کہا کہ یہ تو حیلہ شرعی ہے ۔ یاد رکھو اگر میں اُترا تو تمہارے اندر عجب پیدا ہو جائیگا اور وہ ایسی نجاست ہے کہ ہفت قلزم سے صاف نہ ہو گی ۔ شاہ صاحب رح پر ایک حالت طاری ہوئی اور فوراً اتر پڑے اور کتا نکل کر چلا گیا ۔

اسی وقت ندا آئی اور الہام ہوا کہ اے عبدالرحیم خبر بھی ہے کہ ہم نے تم کو اس کتے سے جو ایک علمی فائدہ پہنچایا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ یاد کرو تم نے فلاں دن اس کے بنی نوع کے ساتھ احسان کیا تھا ۔ ہم نے نہ چاہا کہ اس پر تمہارا احسان رہے ۔ ہم نے اس کے بھائی سے تم کو یہ فائدہ پہنچا دیا اس وقت شاہ صاحبؒ پر پھر ایک حالت طاری ہوئی ۔ یہ باتیں ہوتی ہیں اللہ والوں سے ۔

(الضحایا)

حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ کی حکایت

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی شخصیت ہیں۔ سادات میں سے ہیں اور اس رُتبہ کے ہیں کہ جس وقت یہ مدینہ طیبہ پہنچے تو روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ السلام علیک یا جدی۔ وہاں سے جواب آیا وعلیک السلام یا ولدی۔ چونکہ امید اور عادت کے خلاف یہ جواب سُنا تو حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک حالت طاری ہو گئی اور اسی حالت میں یہ شعر پڑھا ہے ؎

فِی حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُہَا ۔۔۔ تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ

وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ ۔۔۔ فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

ترجمہ: آپ سے دوری کی حالت میں اپنی روح کو بھیجتا تھا کہ وہ میری طرف سے میری نائب ہو کر زمین بوسی کرتی تھی۔ اور اب یہ نوبت ظاہری جسد کے حاضری کی آئی۔ تو اب اپنا دست مبارک دراز کر دیجیئے تاکہ میرے لب اس سے متمتع ہوں)

حضرت سید صاحبؒ نے جو ان اشعار کا تکرار جوش و خروش کے ساتھ کیا تو عجیب قدرت حق تعالیٰ کی ظاہری ہوئی۔ چنانچہ راوی حکایت لکھتے ہیں فَخَرَجَتْ یَدُہُ الْکَرِیْمُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی آپ کا دست کریم نکلا اور حالت یہ ہوئی کہ اس کے نکلنے سے آفتاب ماند پڑ گیا۔ اور تمام مسجد منور ہو گئی۔ اس وقت نوے ہزار آدمی وہاں موجود تھے۔ سید صاحب کی برکت سے سب کو زیارت نصیب ہوئی۔ اور سید صاحب نے دوڑ کر دست شریف کو بوسہ دیا۔

اسکے بعد سید صاحبؒ کو خیال ہوا کہ چونکہ مجھ سے ایک عجیب واقعہ رُونما ہوا

ہے کہ ایسا واقعہ کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ اس سے میرے نفس میں عجب پیدا ہو جائے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آ کر لیٹ گئے اور سب کو کہا کہ سب میرے اوپر کو پھاند کر جاویں۔

اس درجہ کے تو یہ شخص تھے لیکن انہوں نے ایک مرتبہ ایک کتے کو دیکھا کہ خارش ہو رہی ہے اور پیپ اور خون میں آلودہ ہے تو ایک دوا بنائی اور دونوں وقت اپنے ہاتھ سے لیپ کرتے تھے۔ (الضحایا)

سچّا غُلام

لوگوں نے سلطان محمود سے پوچھا تھا کہ آپ ایاز کو زیادہ کیوں چاہتے ہیں۔ اس کے اندر کیا بات ہے۔ سلطان نے کہا کہ کسی وقت دکھلا دیں گے کہ اس کے اندر کون سی بات ممتاز ہے۔

ایک روز خزانہ میں سے سُلطان نے ایک بڑا قیمتی موتی نکالا، اور وزیر اعظم کو حکم دیا کہ اس کو توڑ ڈالو، وزیر اعظم نے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے بادشاہ کو آج خلل دماغ ہے، عرض کیا کہ حضور پھر ایسا اور نایاب میسر نہ ہوگا۔ اس حکم پر پھر نظر ثانی کر لیجیے، اس کے بعد دوسرے وزیر کو حکم دیا۔ وزیر ثانی نے سوچا کہ جب وزیر اعظم نے باوجود مجھ سے زیادہ سمجھ دار ہونے کے نہیں توڑا تو میں کیوں توڑوں، اس نے بھی عذر کیا۔ غرض سب نے انکار کر دیا تو ایاز کو حکم دیا۔ ایاز نے کہا بہت اچھا۔ فوراً دو پتھر لا کر ایک کے اوپر موتی رکھا اور دوسرے کو اس پر دے مارا وہ چکنا چور ہو گیا۔ وزیر اعظم نے ملامت کی کہ ایسا موتی توڑ ڈالا۔ ایاز نے کہا کہ تم پاگل ہو، تم نے بادشاہی حکم توڑا اور میں نے موتی توڑا اور یہ کہا۔ ؎

نقض امر از کسرِ دُر دشوار تر لاجرم با امر او بستہ کمر

زیں عملہائے نہ بر نہج صواب   نیست جز شرمندگی روز حساب

ترجمہ: جب تم نہیں جانتے حساب صبح وشام کا۔ پس عمر بھر کا حساب کیسے بیان کرو گے، یہ اعمال جو صحیح طریقہ پر نہیں ہیں حساب کے دن بغیر شرمندگی کے اور کچھ نہیں۔ (الخضوع)

اصلاحِ نفس

حضرت عمرؓ کو کسی نے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ کمر پر مشک لدی ہوئی ہے اور لوگوں کے یہاں پانی بھرتے پھر رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ کسی بادشاہ کا سفیر آیا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ کے عدل کی بہت شہرت ہو رہی ہے۔ میرا نفس سن کر خوش ہوا۔ میں اس کو ذلیل کر کے اس کی اصلاح کر رہا ہوں۔

ایک بار حضرت علیؓ نے نیا کرتہ پہنا۔ پھر فوراً مقراض منگا کر آدھی آستین اس کی کاٹ دی۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا کیا کہا کہ کرتہ پہن کر میں اپنی نظر میں اچھا معلوم ہوا۔ میں نے اس کو بدشکل کر دیا تاکہ بُرا لگنے لگوں۔ (الخضوع)

نماز کی حقیقت

ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی قدس سرہ کے خلفاءُ میں ایک مولوی صاحب ہیں۔ صاحبِ کشف، ان کی حکایت ایک شخص نے بیان کی کہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ایک مرتبہ تو ایسی نماز پڑھیں کہ جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَا یُحَدِّثُ فِیْهَا نَفْسَهٗ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا

بقلبہٖ یعنی ایسی رکعتیں پڑھیں کہ اس میں اپنے نفس سے بالکل بات نہ کریں۔ اور اپنے قلب سے اس پر متوجہ رہیں۔ ان کو خیال ہوا کہ عمر بھر میں ایک نماز تو ایسی پڑھ لیں جس کی یہ شان ہو۔

چنانچہ انہوں نے بڑا اہتمام کیا اور خطرات کے روکنے کے لئے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھی، بعد نماز کے اس نماز کی حقیقت مثالیہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھوں میری نماز کیسی ہوئی۔ دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل ہر طرح کامل ہے لیکن غور سے جو دیکھا تو آنکھیں نہیں ہیں۔ بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے اس نماز کی تکمیل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ قدس سرہٗ کی خدمت میں گئے اور حضرت سے اجمالاً سارا قصہ عرض کیا۔ حضرت نے فوراً فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تم نے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھی ہو گی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت واقعی خطرات کے روکنے کے لئے میں نے ایسا کیا تھا اور فقہاء نے اس غرض کے لئے آنکھیں بند کرنا جائز لکھا ہے فرمایا کہ گو جائز ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اگر آنکھیں کھول کر سنت کے موافق پڑھتے تو یہ اچھا تھا گو خطرات آتے۔ غرض کامل عبادت کس سے ادا ہو سکتی ہے۔ ؎

از دست و زباں کہ بر آید — کز عہدہ شکرش بدر آید

ترجمہ: ہاتھ اور زبان سے کیا ہو سکے گا۔ جو شکر کی ذمہ داری سے بری ہو سکے۔

(الخضوع)

ایک بزرگ بے نفس کی حکایت

ایک بزرگ تھے ان کی ایک شخص نے دعوت کی جب وہ کھانا کھانے

پکار کر کہا کہ مولانا میں نے سُنا ہے کہ آپ حلال کی پیدائش نہیں ہے حضرت مولانا کے اندر تغیر نہیں آیا اور ہنس کر فرمایا کہ آپ سے کسی نے غلط روایت کی ہے۔ میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں۔

ایسا ہی واقعہ ہے کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدّث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے حدیث کا درس دے رہے تھے ایک شخص نے رُوبرُو آکر گالیاں دینا اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ شاگرد بگڑے اور چاہا کہ اس کی خبر لیں، سب کو منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ جو کچھ یہ کہتا ہے سب تو غلط نہیں ہے کچھ تو سچ بھی ہے۔ (الخضوع)

توفیقِ خداوندی

ایک غلام اور آقا بازار میں جارہے تھے۔ غلام نمازی تھا، نماز کا وقت آگیا۔ غلام نے کہا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ آؤں۔ آقا نے اجازت دی۔ اس نے جاکر مسجد میں نماز پڑھی اور نماز کے بعد وظیفہ میں مشغول ہوگیا۔ اور بہت دیر ہوگئی آقا نے آواز دی کہ آؤ۔ غلام نے کہا کہ آنے نہیں دیتا۔ آقا نے کہا۔ کون آنے نہیں دیتا۔ غلام نے کہا کہ جو تم کو اندر نہیں آنے دیتا۔ فی الحقیقت جس کو چاہتے ہیں، ہدایت فرماتے ہیں۔ بغیر ان کی عنایت کے کچھ نہیں ہوتا ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق ۔۔۔ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

بغیر اللہ اور اس کے خواص کی مہربانیوں کے۔ اگر فرشتہ بھی ہو اس کا ورق سیاہ ہوتا ہے۔ (عمل الذرہ)

عبرت ناک واقعہ

آپ کو ایک عجیب عبرت انگیز حکایت سناتا ہوں جو میں نے مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنی تھی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ شیخ دہانؒ (تاجر روغن) مکہ مکرمہ کے ایک بڑے عالم تھے۔ فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک عالم کا انتقال ہوا اور ان کو دفن کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتقال ہوگیا۔ تو اس کے وارثوں نے ان عالم صاحب کی قبر میں ان کو دفن کرنا چاہا۔ مکہ مکرمہ میں یہ دستور ہے کہ ایک کی قبر میں کئی مُردوں کو دفن کر دیتے ہیں۔

چنانچہ ان عالم صاحب کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ ان کی لاش کی بجائے ایک نہایت حسین لڑکی کی لاش رکھی ہوئی ہے اور صُورت دیکھنے سے وہ لڑکی یورپین معلوم ہوتی تھی۔ سب کو حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے اتفاق سے اس مجمع میں یورپ سے آنے والا ایک شخص بھی موجود تھا۔ اس نے جو لڑکی کی صورت دیکھی تو کہا میں اس کو پہچانتا ہوں۔ یہ لڑکی فرانس کی رہنے والی اور ایک عیسائی کی بیٹی ہے۔ یہ مجھ سے اردو پڑھتی تھی اور دَر پردہ مسلمان ہوگئی تھی۔ مَیں نے اس کو دینیات کے چند رسالے بھی پڑھائے تھے۔ اتفاق سے بیمار ہو کر انتقال کر گئی۔ اور میں دل برداشتہ ہو کر نوکری چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کے یہاں منتقل ہونے کی وجہ تو معلوم ہوگئی کہ مسلمان اور نیک تھی۔ لیکن اب یہ بات دریافت طلب ہے کہ ان عالم صاحب کی لاش کہاں گئی۔

بعض لوگوں نے کہا کہ شاید عالم کی لاش اس لڑکی کی قبر میں منتقل کر دی گئی اس پر لوگوں نے اس سیاح سے کہا کہ تم حج سے واپس ہو کر یورپ جاؤ تو اس لڑکی کی قبر کھود کر ذرا دیکھنا کہ اس قبر میں مسلمان عالم کی لاش ہے یا نہیں۔

اور کوئی صُورت شناس بھی ساتھ کر دیا چنانچہ وہ شخص یورپ واپس گیا اور لڑکی کے والدین سے اس کا یہ حال بیان کیا اس پر ان کو بڑی حیرت ہوئی کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ لڑکی کو دفن تو کیا جائے فرانس میں اور تم اس کی لاش مکہ مکرمہ میں دیکھ لو۔ آخر رائے یہ قرار پائی کہ اس لڑکی کی قبر کو کھودو۔ چنانچہ اس کے والدین اور چند لوگ اس حیرت انگیز معاملہ کی تفتیش کے لئے قبرستان چلے، اور لڑکی کی قبر کھودی گئی تو واقعی اس کے تابوت میں اس کی لاش نہ تھی بلکہ اس کے بجائے وہ مسلمان مقطّع صُورت وہاں دھرے ہوئے تھے۔ جن کو مکہ مکرمہ میں دفن کیا گیا تھا۔

شیخ دَہلان رحؒ نے فرمایا کہ اس سیاح نے کسی ذریعہ سے ہم کو اطلاع دی کہ اس عالم کی لاش یہاں فرانس میں موجود ہے۔ اب مکہ مکرمہ والوں کو فکر ہوئی کہ لڑکی کا مکہ مکرمہ پہنچ جانا تو اس کے مقبول ہونے کی علامت ہے۔ اور اس کے مقبول ہونے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی مگر اس عالم کا مکہ مکرمہ سے کفرستان میں پہنچ جانا کس بنا پر ہوا۔ اس کے مردود ہونے کی کیا وجہ ہے۔ سب نے کہا کہ انسان کی اصلی حالت گھر والوں کو معلوم ہوا کرتی ہے۔ اس کی بی بی سے پوچھنا چاہیئے۔ چنانچہ لوگ اسکے گھر گئے اور دریافت کیا کہ تیرے شوہر میں اسلام کے خلاف کوئی بات تھی۔ اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ وہ تو بڑا نمازی اور قرآن کا پڑھنے والا تہجد گزار تھا۔ لوگوں نے کہا سوچ کر بتلاؤ کیونکہ اس کی لاش دفن کے بعد مکہ مکرمہ سے کفرستان میں پہنچ گئی ہے کوئی بات اسلام کے خلاف اس میں ضرور تھی۔ اس پر بی بی نے کہا۔ ہاں میں اس کی ایک بات پر ہمیشہ کھٹکتی تھی وہ یہ کہ جب وہ مجھ سے مشغول ہوتا اور فراغت کے بعد غسل کا ارادہ کرتا، تو یوں کہا کرتا تھا کہ اصاریٰ کے مذہب میں یہ بات بڑی اچھی ہے کہ ان کے یہاں

غسل جنابت فرض نہیں ۔ لوگوں نے کہا بس یہی بات ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کی لاش کو مکہ مکرمہ سے اسی قوم کی جگہ پھینک دیا ۔ جن کے طریقہ کو وہ پسند کرتا تھا ۔

حضرات آپ نے دیکھا کہ یہ شخص ظاہر میں عالم متقی اور پورا مسلمان تھا مگر تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں ایک بات کفر کی موجود تھی ۔ کہ وہ کفار کے ایک طریقے کو اسلامی حکم پر ترجیح دیتا تھا ۔ اور استحسان کفر، کفر ہے ، اسلئے وہ شخص پہلے ہی سے مسلمان نہ تھا ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ لاش منتقل ہو جایا کرے مگر خدا تعالیٰ کہیں ایسا بھی کر کے دکھلا دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو ۔ (ذم النسیان)

بہرہ کی حکایت

مولانا روم رحہ نے مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ اپنے ایک دوست کی عیادت کرنے گیا تھا ۔ راستہ میں سوچنے لگا کہ میں تو بہرہ ہوں مجھے دوسرے کی خصوصاً ضعیف مریض کی بات سنائی نہ دے گی اسلئے ابھی سے حساب لگا لینا چاہیئے کہ میں جا کر پہلے کیا کہوں گا وہ اس کا کیا جواب دے گا پھر مجھ کو اس کے جواب میں کیا کہنا چاہیئے ۔

چنانچہ اس نے حساب لگایا کہ پہلے میں اس سے پوچھوں گا کہ مزاج کیسا ہے ۔ وہ کہے گا ۔ شکر ہے پہلے سے افاقہ ہے ، میں کہوں گا الحمد للہ ! حق تعالیٰ اور زیادہ کرے ۔ پھر میں کہوں گا کہ معالجہ کون سے طبیب کا ہے وہ کہے گا فلاں حکیم صاحب کا ۔ میں کہوں گا سبحان اللہ ! بہت ہی لائق طبیب ہیں ۔ بڑی شفقت فرماتے ہیں ۔ ان کا علاج ترک نہ کرنا چاہیئے ۔ پھر پوچھوں گا کون سی دوا استعمال میں ہے وہ کسی دوا کا نام لے گا ۔ میں کہوں گا ۔ خدا اس کو آپ کی رگ رگ دے

کرنے والے الفاظ یاد کر لئے تھے ایسے ہی ہمارے بھائیوں نے محض الفاظ یاد کر لئے کہ مذہب ضروری چیز ہے اس میں پختگی کرنی چاہیئے ۔ (نفی الحرج)

ایک بزرگ کی بادشاہ کو عجیب نصیحت

ایک بزرگ تھے ان کو کسی بادشاہ کو نصیحت کرنا منظور تھا اس لئے انہوں نے اس بادشاہ سے کہا کہ کیوں جی اگر تم جنگل میں ہو اور رفیقوں سے بچھڑ جاؤ اور پیاس تم کو لگے اور کہیں پانی اس جنگل میں نہ ملے ۔ حتیٰ کہ پیاس کے مارے مرنے لگو اور اس وقت کوئی شخص ایک کٹورہ پانی کا تمہارے سامنے لادے اور یہ کہے کہ آدھی سلطنت دو ، تو میں یہ کٹورہ پانی کا تم کو دوں تم اس وقت کیا کرو گے ۔ بادشاہ نے کہا میں فوراً دیدوں گا ۔

پھر کہا اگر خدانخواستہ تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور تمام اطباء اور حکماء علاج سے عاجز ہو جائیں اور کوئی تدبیر نہ ہو ۔ اور کوئی شخص یہ کہے کہ اگر نصف سلطنت مجھ کو دے دو تو تمہارا پیشاب ابھی کھل جائے تو تم دے دو گے ۔ کہا کہ بیشک دے دوں گا ۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ بس دیکھ لو ، تمہاری سلطنت کا یہ نرخ ہے یعنی ایک پیالہ پانی اور ایک پیالہ مُوت (پیشاب) ۔

معلوم ہوا کہ عمر ہفت اقلیم کی سلطنت سے بھی زیادہ قیمتی ہے پھر دیکھو کہ اس بے بہا سرمایہ کو تم نے کہاں خرچ کیا ۔ (الباقی)

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی عاشقانہ شان

حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ان کے ایک خلیفہ پر بیحد غم طاری ہوا ۔ جب جنازہ اُٹھا کر لے چلے تو ان کے

منہ سے بے اختیار یہ شعر نکلے۔ ؎

سرو سیمینا بصحرا مے روی سخت بے مہری کہ بے ما مے روی

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو تو کجا بہر تماشا مے روی

(ہمارے محبوب جو فخر گلشن تھا وہ بیابان کیطرف روانہ ہو رہا ہے یہ کیسی بے محبتی کی بات ہے کہ ہمنشین چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اے محبوب تیرا چہرہ پورے عالم کا قبلہ دیدار تھا تو کس کا دیدار کرنے جا رہا ہے۔)

لکھا ہے کہ حضرت سلطان جی کا ہاتھ کفن سے باہر نکلا۔ یعنی اس حالت میں بھی وجد طاری ہوا اور وجد کمال اطمینان کے وقت ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرات اہل اللہ کو دنیا میں، برزخ میں۔ آخرت میں، کہیں غم نہیں۔ وہ ہر وقت خوش ہیں۔ ؎

عاشقاں را روز محشر با قیامت کار نیست

عاشقاں را جز تماشائے جمال یار نیست

(عاشقوں کو محشر کے دن بھی بھلا قیامت سے کیا کام ان کو تو جمال یار ہی مطلوب و مقصود ہے اور وہ محشر میں بھی جمال یار ہی کے طالب ہوں گے۔ (المتوجہ)

عفو و درگذر

ایک شخص تھا اس کی بیوی نے اسکے کھانے میں نمک بہت تیز کر دیا۔ اس کو بہت غصہ آیا لیکن سوچا کہ اگر ہماری لڑکی سے ایسی خطا ہو جاتی تو اپنے داماد سے کیا معاملہ پسند کرتے یہی کہ وہ معاف کر دے اور اگر جوتا بازی کرتا تو ہم کو رنج ہوتا۔ پس بیوی بھی کسی کی بیٹی ہے اور میں بھی کسی کا داماد ہوں اور حق تعالیٰ کی بندی ہے پس معاف کر دیا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو ایک بزرگ

عدل و انصاف

ایک قاضی تھے نہایت متقی پرہیزگار، عدل و انصاف میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو بڑا بیٹا غائب تھا۔ اپنے چھوٹے بیٹے کو قضا کا اہل دیکھا اس کو قاضی بنا دیا۔ بڑے بیٹے کو سُن کر غصہ آیا کہ میرے ہوتے ہوئے چھوٹے کو قاضی بنا دیا۔ غصہ میں جھلا کر باپ کی قبر ادھیڑی دیکھا کہ ایک دروازہ ہے اس میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اور مکان ہے اور قسم قسم کا سامان ہے آگے جاکر دیکھا کہ ایک بڑے مکلف تخت پر قاضی صاحب بہت اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر داہنی آنکھ میں ایک سانپ چمٹ رہا ہے

بیٹے نے پوچھا کہ ابا تمہاری آنکھ میں کیا ہوا ہے۔ کہا بیٹا۔ رمضان کے دن تھے۔ میرے پاس یہودی اور ایک مسلمان کا معاملہ آیا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان روزہ دار ہے اس کو آنکھ کے اشارہ سے کہہ دیا کہ تم سایہ میں بیٹھ جاؤ، مجھ کو اس پر سزا ہوئی کہ دونوں کو برابر کیوں نہیں رکھا۔

(العزۃ)

فنا فی الشیخ

یہ جو حکایتیں مشہور ہیں کہ بعض اولیاء کو ایک دن میں سب کچھ مل گیا تو اس کی حقیقت سن لیجیے۔ حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ کی اس قسم کی ایک حکایت ہے کہ انہوں نے حضرت شاہ بھیک رحمۃ اللہ کو ایک دن بلا کر سب کچھ دیدیا۔ یہ غلط فہمی ہے کہ ایک دن میں سب ہوگیا۔ بات یہ ہے کہ علت تامہ کا جزو اخیر اس ایک دن میں پایا گیا۔ یہ نہیں کہ تمام اجزاء اسی دن پائے

گئے لوگ اس کو تو دیکھتے ہیں کہ ایک دن میں کامل کر دیا۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس ایک دن سے پہلے انہوں نے کتنی مشقت برداشت کی تھی۔

شاہ صاحب بھیک کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مدت دراز تک شیخ کی خدمت میں تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک واقعہ ان کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ان پر خفا ہو گئے اور فرمایا کہ ہمارے سامنے نہ آنا۔ چنانچہ یہ حیران و پریشان ابنیٹھ کے چاروں طرف پھرتے تھے اور امتثال امر کے سبب سامنے نہ آتے تھے۔ اس میں یہ حال تھا

اُرِیدُ وِصَالَهٗ وَ یُرِیدُ ھِجرِیْ
فَاَترُکُ مَا اُرِیدُ لِمَا یُرِیدُ

یعنی میں ملنا چاہتا ہوں محبوب نہیں ملنا چاہتا تو اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے سامنے چھوڑ دیتا ہوں۔

عشق اسی کو کہتے ہیں چنانچہ مدت تک سامنے نہ آئے۔ برسات کا موسم آیا اور کثرت بارش سے شیخ کا مکان گر گیا۔ اب مکان بنانے کو مزدور کہاں سے آئے۔ کیونکہ ناداری اس قدر تھی کہ اکثر فاقہ کی نوبت آتی تھی۔ سہارن پور کے لوگ دعوت کیا کرتے تھے تو شاہ بھیک صاحب اس قدر جاں نثار خادم تھے کہ اہل و عیال کے لئے پیادہ پا ابنیٹھ کھانا پہنچا کر تہجد کے وقت آ کر شیخ کو وضو کراتے تو بیوی صاحبہ بولیں کہ یہ جتنے خادم یہاں پڑے ہیں سب اپنی غرض کے ہیں۔ ایک بچارا گنوار سا مل گیا تھا۔ وہ کام کاج کر دیا کرتا تھا۔ اسی کو آپ نے باہر نکال دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ہی تو نکالا ہے تم نے تو نہیں نکالا تم بلا لو، میں کب منع کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ دل سے تو نفرت نہیں تھی۔

چنانچہ بیوی صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ مکان گر گیا ہے اس کے بنانے

ای زمین کے نیچے آئی ہوں کیا اتنی دیر میں خدا تعالیٰ کو بھول جاؤں گی۔

(وحدۃ الحب)

بزرگوں کے تبرکات

ہمارے حضرت حاجی صاحب کھانے میں سب کے ساتھ بیٹھتے تھے اور سب کے ساتھ اٹھتے مگر بہت کم کھاتے تھے اور کوئی ہدیہ لاتا تو حاضرین سے فرمایا کرتے تھے کہ کھاؤ کہ خدا کے واسطہ سے آئی ہے اس میں واسطہ کی وجہ سے نور ہے۔

میں کیا بتلاؤں مجھے ایک مرتبہ ایک بزرگ نے ایک چوغہ بھیجا میں نے جب اس کو پہنا تو دو تین دفعہ پہننے سے یہ تجربہ ہوا کہ جب اس کو پہنتا ہوں گناہ کا وسوسہ نہیں ہوتا۔ اب حضرت کے قول کی پوری طرح تصدیق ہو گئی کہ خدا تعالیٰ کے علاقہ سے جو چیز آتی ہے اس میں نور ہوتا ہے۔

(وحدۃ الحب)

نازک مزاجی

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بادشاہ وقت زیارت کے لئے آیا۔ آپ بہت نازک مزاج تھے کہ بادشاہ بھی ایسے نازک مزاج نہیں ہو سکتے۔ اتفاق سے بادشاہ کو پیاس لگی تو وہاں کوئی خادم تو تھا ہی نہیں خود ہی اٹھ کر پانی پیا۔ پانی پی کر پیالہ گھڑے پر ذرا ٹیڑھا رکھا گیا۔ مرزا صاحب کی جو نظر ٹیڑھے رکھے ہوئے پیالے پر پڑی فوراً سر میں درد ہو گیا۔ مگر تحمل سے ضبط فرما گئے۔ بادشاہ کی جو کم بختی آئی آپ کا یہ حال دیکھ کر یہاں پانی پلانے والا بھی کوئی نہیں مرزا صاحب سے کہنے لگے کہ حضرت آپ کے لئے کوئی

نظر نافذ ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہے ادھر ہی سے ہے۔ (الوقت)

شاہ اسمٰعیل شہید کی تحمل مزاجی

مولانا شہید رحؒ کا ایک شخص نے امتحان کیا تھا۔ اس نے سنا تھا کہ بڑے تیز مزاج تھے، دہلی کی جامع مسجد میں مولانا تشریف رکھتے تھے وہ آیا اور مجمع میں باآواز بلند پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حرامی ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ تم سے کس نے کہا۔ غلط ہے۔ میری ماں کے نکاح کے گواہ اب تک زندہ ہیں اگر یقین نہ ہو تو پوچھوا دوں۔ وہ شخص قدموں پر گرا اور کہنے لگا کہ میں امتحان کرتا تھا کہ آپ کی تیزی تکبر سے تو نہیں ہے۔ معلوم ہوگیا کہ سارا غصہ اور تیزی اللہ ہی کے لئے ہے اپنے نفس کے لئے نہیں۔

مولانا شہید بڑے عالم تھے اور بہت مشہور تھے، بڑے بڑے امراء قدموں پر سر رکھتے تھے اور سید صاحبؒ (مولانا شہید کے شیخ) ایسے مشہور آدمی نہ تھے مگر مولانا شہید رحؒ کی یہ حالت تھی کہ سید صاحب کی سواری کے ساتھ ان کی جوتیاں لئے دوڑے جارہے تھے۔ لوگ ہر طرف سے سلام کر رہے ہیں ان کے جواب بھی دیتے جارہے ہیں۔ حضرت یوں نفس مرتا ہے اور اسی کو تواضع کہتے ہیں۔ اسی لئے مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

قال را بگذار مرد حال شو پیش مردے کاملے پامال شو

(یعنی قال کو چھوڑو اپنے اندر حال پیدا کرو۔ یہ حال اس وقت پیدا ہوگا کہ کسی مرد کامل کے قدموں میں جاکر پڑ جاؤ۔) یہ نہیں کہ چند روز ذکر و شغل کر لیا۔ ذرا نفس دب گیا اس کے بعد جب گئے پھر وہ شرارتیں کرنے لگا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

صوفی نہ شود صافی تا در نکشد جامی بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی

سادات کا احترام

ایک سید صاحب کی حکایت ہے کہ ایک مولوی صاحب کے پاس آئے اور اپنے آپ کو سید ظاہر کر کے کچھ سوال کیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ کے سید ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اس نے کہا کہ دلیل تو میرے پاس بجز اپنے بیان کے نہیں۔ مولوی صاحب نے ان کو کچھ نہ دیا۔ رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ میدان حشر قائم ہے۔ پیاس شدید ہے اور حوض کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پانی پلا رہے ہیں۔ یہ مولوی صاحب بھی حاضر ہوئے کہ میں بھی آپ کا امتی ہوں۔ مجھے بھی حوض کوثر کا پانی عطا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے امتی ہونے کی کیا دلیل ہے اس وقت ان کو لینے کئے پر پریشانی ہوئی۔ (مجالس حکیم الامت)

بزرگانِ دین کا حلم و کرم

ایک بزرگ کو ایک شخص گالیاں دیا کرتا تھا اور وہ اس کے پاس ہدایا بھیجتے تھے پھر اس نے گالیاں دینی چھوڑ دیں تو انہوں نے بھی ہدایا بھیجنے چھوڑ دیئے۔ اس نے سبب پوچھا تو فرمایا بھائی یہ تو لین دین کا معاملہ ہے، پہلے تم ایک چیز ہمیں دیتے تھے، اس کے بدلہ میں ایک چیز ہم تمہیں دیتے تھے اب تم نے وہ دینی چھوڑ دی تو ہم نے بھی دینی چھوڑ دی ہے۔

(مجالس حکیم الاُمت)

تواضع و مہمان نوازی

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب (اسیر مالٹا) قدس سرّہ کی تواضع اور مہمان

نوازی کی ایک عجیب حکایت مولوی محمود حسن صاحب رامپوری نے سنائی کہ ایک مرتبہ ہمارا ایک مقدمہ دیوبند میں درپیش تھا، اس کے لئے رام پور سے دیوبند آئے تو ایک بنیا ہندو بھی ہمارے ساتھ ہو لیا۔ اس کو بھی کوئی ایسا ہی کام دیوبند میں تھا۔ جب شہر میں پہنچے تو بنیہ نے کہا کہ جہاں آپ لوگ ٹھہرو، میرا بھی وہیں رہنے کا انتظام ہو جائے تو اچھا ہے۔

مولوی محمود صاحب رح رامپوری نے فرمایا کہ ہم حضرت شیخ الہند رح کے مکان پر مہمان ہوئے، بنیہ کو بھی یہیں ٹھہرا دیا۔ جب رات کو سب سو گئے، تو مَیں نے دیکھا کہ مولانا شیخ الہند بنیہ کے پاس گئے اور آہستہ آہستہ اس کے پاؤں دبانا شروع کئے، میں نے دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت یہ کیا ہے، اگر یہی کرنا ہے تو اس کی خدمت کے لئے میں حاضر ہوں، فرمایا۔ نہیں یہ تو میرا مہمان ہے اس کا اکرام اور خدمت میرے ذمہ ہے۔ (مجالس حکیم الامت)

خلوص کی برکت

عراقی اور شمس تبریز رح دو بزرگ صوفیاءِ کرام میں معروف و مشہور بڑے باکمال حضرات ہیں۔ دونوں ایک بزرگ کی خدمت میں فیض باطنی حاصل کرنے کے لئے جاتے تھے۔ عراقی ایک بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے فصیح و بلیغ شاعر بھی تھے۔ اپنے حالات نظم میں لکھ کر شیخ کی خدمت میں پیش کرتے تھے شمس تبریز لکھنے پڑھنے کے عادی نہ تھے۔ معمولی زبان میں حالات لکھتے اور پیش کرتے تھے۔ ایک روز شیخ نے ان سے کہا کہ آپ عراقی کیطرح اپنے حالات نظم اور بلیغ انداز میں کیوں نہیں لکھتے۔ شمس تبریز اس سوال پر دل گیر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھ میں یہ لیاقت نہیں ہے۔ شیخ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ غم نہ کرو

اللہ تعالیٰ تمہیں ایک زبان دے گا جس کے ذریعہ تمہارے علوم و فیوض دنیا میں پھیلیں گے۔

ان بزرگ کی پیشین گوئی مولانا رومیؒ کی شکل میں پوری ہوئی۔ مولانا رومی شمس تبریز کے مُرید ہوئے اور ان سے باطنی فیوض حاصل کیے، پھر اپنی مثنوی کے ذریعہ ان کو بیان کیا۔ قدرت نے اس کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی دنیا کے ہر خطے میں پڑھی جاتی ہے۔ مختلف زبانوں میں اس کے نظم و نثر ترجمے کیے جاتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو رہے اس میں جو کمی کوتاہی بھی ہوتی ہے اس کو حق تعالیٰ مختلف انداز سے پورا فرما دیتے ہیں شمس تبریز جیسے بے زبان بزرگ کو ایسی زبان عطا فرما دے کہ وہم و قیاس سے زیادہ ان کے فیوض کو دنیا میں پہنچا دیا۔ (مجالس حکیم الامتؒ)

کفن چور کی حکایت

ایک کفن چور کا قصہ ہے اس کی ایک بزرگ سے دوستی تھی۔ ایک دفعہ ان بزرگ نے اس سے کہا کہ بھائی ہم کو اندیشہ ہے کہ تم ہمارا کفن بھی چراؤ گے۔ اس نے کہا توبہ توبہ آپ سے ایسی گستاخی کبھی نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا ہم کو اطمینان نہیں۔ البتہ ایک صورت اطمینان کی ہے کہ ہم سے تم کفن کی قیمت لے لو اور وعدہ کر لو، اس نے اس سے انکار کیا۔ انہوں نے اصرار کر کے قیمت سپرد کر دی اور فرمایا پس اصل مقصود تمہارا یہی روپیہ ہے سو تم کو یہ حاصل ہی ہو گیا۔ اب مت چرانا۔ اس نے کہا اول تو اس کی حاجت نہ تھی مگر خیر اب تو کوئی احتمال ہی نہیں رہا۔

اتفاق سے ان بزرگ کا انتقال ہوگیا۔ یہ کفن چور صاحب ان کی قبر پر پہنچے اور وہی حرکت شروع کی۔ ان بزرگ کی کرامت ظاہر ہوئی کہ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ کیوں صاحب یہی ٹھہری تھی، یہ خوف سے وہاں ہی گر گیا اور دم نکل گیا کسی خلیفہ نے ان بزرگ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ ہم نے تو ہنسی میں اس سے یہ کہا تھا ورنہ کفن چرانے سے ہمارا کیا ضرر تھا مگر وہ ایسا بزدل نکلا کہ مر ہی گیا گو وہ فاسق ہے مگر ہم نے اس کا بازو پکڑ لیا ہے اس کی لاج آتی ہے۔ اب میں اس کی سفارش کر کے بخشوانے کی کوشش کرتا ہوں اور تم اس کی تجہیز و تکفین کرو۔ (الجلاء للابتلاء)

کرامت

فرمایا کہ میں نے حضرت جی صاحبؒ سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کتا سامنے سے گذرا۔ اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی۔ ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا تھا سارے کتے حلقہ باندھ کر اسکے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔ ہنس کر فرمایا کہ وہ گویا کتوں کے لئے شیخ بن گیا۔ پھر فرمایا کہ جن کے فیوض جانوروں پر ہوں ان سے انسان کیسے محروم ہو سکتا ہے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ ہاں دُھن ہونی چاہیئے تھوڑی ہی ہو۔

قوتِ یقین

قوت یقین کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ علاء بن حضرمی ایک

چپکے پڑے رہو۔ اس پر بیٹے نے اپنا بہی کھاتہ منگایا اور کھول کر دکھلایا کہ صاحبزادے دیکھو تم نے ایک سو بار مجھ سے اپنے بچپن میں یہی سوال کیا تھا اور میں نے ہر مرتبہ محبت سے جواب دیا تھا۔ تم دو ہی بار میں گھبرا گئے۔ (اسلام اور زندگی)

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کا ایک عجیب کشف

ایک شخص نے مرزا صاحب کی خدمت میں انگور بھیجے بہت نفیس اور منتظر داد کے ہوئے، مگر مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکت تھے۔ آخر اس نے پوچھا کہ حضرت انگور کیسے تھے۔ فرمایا کہ مُردوں کی بُو آتی تھی۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں انگور بوئے گئے تھے۔ وہ انگور وہاں سے آئے تھے۔ مرزا صاحب کے اندر حسن پرستی تھی تو وہ طبعی تھی۔ طبیعت کی ساخت ہی ایسی واقع ہوئی تھی کہ ہر اچھی شئ پسند فرماتے تھے۔ ان کے نفس میں بُرے خیال کا شائبہ بھی نہ تھا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ بچپن میں بھی بدصورت کی گود میں نہ جاتے تھے۔ بھلا اس وقت کیا احتمال ہو سکتا ہے۔

(اسلام اور زندگی)

بزرگوں کو اپنے پر قیاس نہ کرو

ایک بزرگ کی کیفیت یہ تھی کہ حسین لڑکے ان کی خدمت کرتے تھے اور گاہ گاہ ان کو پیار بھی کرتے تھے۔ ایک روز ان کے مُرید نے بھی ایک لڑکے کو پیار کر لیا۔ پیر سمجھ گئے کہ اس نے میرا اتباع کیا۔ ایک روز بازار میں گئے۔ لوہار کی دکان پر دیکھا کہ لوہا سُرخ انگارا سا ہو رہا ہے۔ پیر صاحب نے فوراً جا کر اس کو پیار کر لیا اور اس مرید سے فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے اس کو بھی پیار کیجئے پھر تو یہ گھبرا گئے۔ اس وقت انہوں نے ان کو ڈانٹا کہ خبردار! ہم پر اپنے کو مت قیاس کرو۔

(اسلام اور زندگی)

تعلق مع اللہ

ایک بزرگ کو دیکھا کہ حسین لڑکے سے پاؤں دلوا رہے ہیں۔ ایک شخص کو وسوسہ ہوا کہ یہ کیسے شیخ ہیں۔ لڑکے سے پاؤں دبواتے ہیں۔ فرمایا کہ آگ کی انگیٹھی اٹھالاؤ۔ دہکتی آگ میں پاؤں رکھ دیئے۔ اور فرمایا کہ ہم کو کچھ حس نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ آگ اور یہ لڑکا برابر ہے۔
(اسلام اور زندگی)

جھوٹی محبّت

ایک عورت جارہی تھی۔ کوئی ہوا پرست اس کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ اس عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پیچھے کیوں آئے ہو۔ کہا میں تجھ پر عاشق ہوگیا اس لئے آتا ہوں۔ عورت نے جواب دیا کہ پیچھے ایک میری بہن آرہی ہے وہ مجھ سے زیادہ حسین ہے۔ اس کے دیکھنے کو پیچھے چلا۔ اس عورت نے اس کے ایک دھول دی اور کہا۔

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی   در بیان دعوئے خود صادقی
پس چرا بر غیر افگندی نظر   ایں بود دعوائے عشق ای بیخبر

عورت نے کہا اے بے وقوف اگر تو عاشق اور اپنے دعوٰی کے بیان میں سچا ہے تو تو نے غیر پر کیوں نظر ڈالی۔ اے بے ہودہ۔ کیا یہی ہوتا ہے عشق کا دعوٰی۔ صاحبو! اگر حق تعالیٰ سامنے کھڑا کر کے اتنا دریافت فرمالیں کہ تو نے ہم کو چھوڑ کر غیر پر کیوں نظر کی تو بتلایئے کیا جواب ہے۔ یہ ہلکی بات نہیں ہے اس کا بہت بڑا اہتمام کرنا چاہیے۔
(اسلام اور زندگی)

کشفِ راز کی ممانعت

کسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ دعا کرائی تھی کہ کل کی بات معلوم ہو جایا کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نصیحت کی کہ اس کو جانے دے اس نے نصیحت نہ مانی اور اصرار کیا انہوں نے دعا کر دی اور وہ قبول ہو گئی۔

اس کو معلوم ہوا کہ کل کو میرا گھوڑا مَر جائے گا اس نے فوراً بازار میں جا کر بیچ ڈالا اور خوش ہوا۔ پھر معلوم ہوا کہ کل کو غلام مَر جائے گا اس کو بھی فوراً بیچ دیا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ کل کو وہ خود مَر جائے گا بہت پریشان ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر عرض کیا کہ کیا کروں۔

وحی آئی کہ اس سے کہہ دو کہ تجھ کو اس کشف راز سے منع کیا گیا تھا، تو نے نہ مانا۔ آخر تو نے دیکھا کہ اصل یہ ہے کہ تیرے گھر پر ایک بلا آنے والی ہے ہم نے چاہا کہ جانور پر پڑ جائے، تو نے اس کو جدا کر دیا۔ ہم نے چاہا کہ غلام پر پڑ جائے تو نے اس کو بھی جدا کر دیا۔ اب تو ہی رہ گیا ہے۔ اگر تجھ کو پہلے سے آئندہ کی خبر نہ ہوا کرتی تو گھوڑا اور غلام کیوں بیچا جاتا اور تو معرض ہلاکت میں کیوں پڑتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بعض مصلحت انسان نہیں سمجھتا تو اس کے معلوم ہونے پر اس کو بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے (اسلام اور زندگی)

نیت صالحہ کی برکت

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ کسی اپنے مرید کے گھر گئے وہاں ان کے گھر روشندان دیکھا پوچھا کہ یہ کیوں رکھا ہے اس نے جواب دیا روشنی کے واسطے تو انہوں نے فرمایا کہ روشنی تو بدوں نیت بھی آتی ہے اگر اس کے رکھنے میں یہ نیت

وہاں گذر ہوا تو بی بی تمیزہ بھی ملیں۔
انہوں نے پوچھا کہ بی بی نماز بھی پڑھا کرتی ہو۔ کہنے لگی جی ہاں پڑھتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وضو بھی کرتی ہو۔ کہنے لگی کہ آپ نے اس روز کرا ہی دیا تھا۔
صاحب مثنوی نے اس قصہ کو نقل کر کے لکھا ہے کہ ہم لوگوں کا تقویٰ بالکل ایسا ہی ہے جیسے بی بی تمیزہ کا وضو تھا کہ نہ وہ زنا سے ٹوٹتا ہے اور نہ کسی فعل سے۔ اسی طرح ہم لوگ اپنے ایسے معتقد ہیں کہ کوئی عیب ہی نظر نہیں آتا۔ البتہ دوسرے پر طعن کرنے میں خوب پختہ ہیں۔ (اسلام اور زندگی)

خواب کی حقیقت

دنیا کی حالت پر مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے تو مہمل سی لیکن منطبق خوب ہے۔
ایک شخص کی عادت تھی کہ وہ سوتے میں روزانہ پیشاب کیا کرتا تھا اور اس کی بیوی اس کو دھوتی تھی۔ ایک روز بیوی نے کہا کہ کمبخت میں تو پیشاب دھوتے دھوتے بھی پریشان ہو گئی۔ آخر تجھ پر یہ کیا شامت سوار ہوتی ہے۔ کہنے لگا کہ میں روزانہ خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ چل تجھے سیر کرا لاؤں۔ جب میں چلنے پر آمادہ ہوتا ہوں تو کہتا ہے کہ پہلے پیشاب تو کر لو، میں سمجھتا ہوں کہ پیشاب خانہ میں پیشاب کر رہا ہوں حالانکہ وہ بستر ہوتا ہے۔ بیوی نے یہ جواب سن کر کہا کہ ہم لوگ غریب ہیں شیطان تو جنات کا بادشاہ ہے اس سے کہنا کہ ہم کو کہیں سے کچھ روپیہ لا دے چنانچہ شوہر نے کہنے کا وعدہ کیا۔

رات کو جب سویا تو شیطان پھر خواب میں آیا۔ اس نے شیطان سے کہا کہ یار ہم خالی خولی نہیں چلتے۔ کہیں سے کچھ روپیہ دلواؤ۔ شیطان نے کہا۔ یہ کیا مشکل ہے تم میرے ساتھ چلو جس قدر کہو گے روپیہ ملے گا۔ اس نے ایک بادشاہ کے خزانہ کے سامنے لے جاکر کھڑا کر دیا اور ایک گٹھری میں بہت سا روپیہ بھر کر اس کے کندھے پر رکھ دیا اس میں اس قدر بوجھ تھا کہ مارے بوجھ کے اس کا پاخانہ نکل پڑا۔ جب صبح ہوئی تو بستر پہ پاخانہ دھرا ہوا ہے بیوی نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ شیطان نے روپیوں کے اس قدر توڑے میرے کندھے پر رکھ دیئے کہ بوجھ کے مارے پاخانہ خطا ہو گیا۔ وہ کہنے لگی۔ میاں تم پیشاب ہی کر لیا کرو۔ ہمیں روپیوں کی ضرورت نہیں۔ خدا کے لئے پاخانہ تو نہ کیا کرو۔

تو یہ حکایت ہے مہمل سی۔ لیکن اگر غور کیجئے تو یہ ہماری حالت پر بالکل منطبق ہے کہ ہم بھی مثل اس شخص کے اس وقت خواب میں ہیں لیکن جسوقت آنکھ کھلے گی جس کو موت کہتے ہیں اس وقت معلوم ہو گا کہ وہ سب خیال تھا بس اور اسوقت ہم اپنے گناہوں کی نجاست میں لت پت ہوں گے نہ روپیہ پیسہ ہمارے پاس ہو گا نہ کوئی یار و مددگار رہو گا۔ بالکل مجرد و تنہا ہو نگے۔

(اسلام اور زندگی)

آخرت کا یقین

حضرت سیدنا شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح پر جب کئی کئی دن تک متصل فاقہ ہوتا تو بیوی کہتیں کہ حضرت اب تو صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ فرماتے کہ ہمارے لئے جنت میں کھانے تیار ہو رہے ہیں۔ ذرا اور صبر کرو، انشاء اللہ

اب بہت جلد اس نعمت سے مالا مال ہونے والے ہیں۔ اللہ اکبر! بیوی بھی ایسی صابر وشاکر کہ جنت کے اُدھار پر رضا مند ہو کر خاموش ہو جائیں۔

(اسلام اور زندگی)

اللہ پاک کی نرمی

اللہ تعالےٰ کی شانِ درگذر حضرت عمرؓ نے ایک چور کو گرفتار کیا اور قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کا حکم دے دیا اس چور نے کہا اے امیر المومنین! یہ میرا پہلا قصور ہے مجھے معاف کر دیجیئے پھر کبھی نہ کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو غلط کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ پہلے حرام میں کبھی کسی کو رسوا نہیں کرتے۔ چنانچہ تحقیق کیگئی تو معلوم ہوا کہ اس سے قبل دو تین مرتبہ چوری کر چکا ہے۔

حلم حق باتو مواسا ہا کند ۔۔۔ چونکہ از حد بگذری رُسوا کند

خدا تعالےٰ کا حلم بہت کچھ مواساۃ کرتا ہے لیکن جب ہم حد سے بالکل ہی نکل جاویں تو آخر غیرت خداوندی ہم کو رسوا کر دیتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ گناہوں پر بھی ہم کو بہت کم پکڑتا ہے۔

(اسلام اور زندگی)

غرُور کا نتیجہ

سائل کو مت جھڑکو کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس وقت ایک فقیر مانگنے آیا۔ اس نے فقیر کو جھڑک دیا۔ اتفاق سے کچھ ایسا انقلاب ہوا کہ یہ شخص بالکل تباہ و پریشان ہو گیا۔ حتیٰ کہ جب بیوی کا نان ونفقہ بھی نہ چل سکا تو اس کو بھی طلاق دے دی اور اس نے کسی اور دولت مند سے نکاح کر لیا۔

ہندو پر عدالت میں دعویٰ کیا اور جس سب جج کے یہاں دعویٰ تھا وہ بھی مولوی تھے کیونکہ پہلے یہ عہدے علماء ہی کو ملتے تھے تو سب جج نے مولوی صاحب کے موافق ڈگری کی اور مع سود کے جس کی مقدار آٹھ سو روپیہ تھی ڈگری دی۔ مولوی صاحب نے باوجود سخت حاجت کے سود لینے سے انکار کر دیا۔

تو سب جج نے کہا مولوی صاحب آپ کیوں نہیں لیتے درمختار میں تو لکھا ہے۔ لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِی دَارِ الْحَرْبِ، دار الحرب میں مسلم وحربی کے درمیان سود نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ میں عوام کو سمجھانے کے لئے درمختار کہاں بغل میں لئے لئے پھروں گا۔ مشہور تو یہی ہو گا کہ مولوی صاحب نے سود لیا ہے۔

صاحبو! یہ ہے علم اور اس کا نام ہے تفقہ کہ اگر کوئی چیز قاعدہ سے جائز بھی ہو مگر اس سے دین پر حرف آتا ہو تو اس کو بھی ترک کر دیا جائے مگر آجکل مدارس میں عموماً اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ (ارضاء الحق)

شیخ کی اطاعت

ایک شیخ کی حکایت یاد آگئی کہ ان کے کسی مُرید نے شکایت کی میری ترقی نہیں ہوتی۔ شیخ نے اول تو اس کی تدابیر بتلائیں۔ جب ان تدابیر سے بھی نفع نہ ہوا اور بار بار اس نے شکایت کی تو شیخ کو غصہ آگیا اور کہا کہ میں کیا کروں تیری قسمت میں ہی نہیں۔ جاکر دیوار میں سر مار لے۔ مُرید طالب صادق تھا۔ اس نے سچ مچ دیوار میں جاکر سر پھوڑ لیا۔ مرید کو فوراً بسط ہو گیا اور راستہ کھل گیا۔ اطاعت شیخ کی وجہ سے مگر شیخ پر معاً عتاب ہوا الہام ہوا کہ نامعقول ہمارے طالبوں کا سر پھوڑتا ہے۔ تجھ کو شرم نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و درجہ

ایک بزرگ نجم الدین صاحب رح تھے ان کو اس کی نہایت تمنا و التجا تھی کہ کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک میرا کیا مقام ہے۔ ایک مرتبہ ان کے ایک مُرید ان کی اجازت سے کسی دوسرے بزرگ کی زیارت کو گئے انہوں نے دریافت کیا۔ کہو بھائی! تمہارے یہودی پیر اچھے ہیں۔ انہوں نے اس وقت ضبط کیا جب واپس آئے تو پیر نے پوچھا کہ وہاں گئے تھے۔ کہا حضرت! گیا تھا۔ مگر وہ بڑے ہی گستاخ اور بے ہودہ معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیا معاملہ ہوا۔ کہنے لگے حضرت آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے مجھ کو نہایت رنج ہوا۔ پیر نے کہا کہ کیا کہا۔ اصرار کے بعد کہا۔ حضرت انہوں نے آپ کو اس طرح پوچھا کہ تمہارے یہودی پیر اچھے ہیں۔

پیر کو یہ سنتے ہی حالت وجد طاری ہو گئی۔ یہ ایک رمز تھا دونوں بزرگوں کے درمیان۔ انہوں نے یہ خبر کی تھی کہ تم کو نسبت موسوی حاصل ہے۔ لیکن یہ نسبتیں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں۔ آپ ہی کی ذات مبارک سے فیض آیا ہے۔ بعض اوقات جن کی یہ نسبت ہوتی ہے موسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر مرتا ہے۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام   پس سخن کوتاہ باید والسلام

گناہ کا نظر آنا

ایک زانی کی حکایت ہے کہ زنا کر کے غسل کر رہا تھا۔ ایک بزرگ کا گذر ادھر سے ہوا۔ اس پانی کو دیکھ کر کہا کہ اس میں زنا بہ رہا ہے۔ پوچھا حضرت آپ کو کیوں کر معلوم ہوا۔ فرمایا کوئی زانی غسل کر رہا ہے۔ مجھے پانی کے ہر قطرہ میں زنا کی تصویر نظر آتی ہے۔

(روح القیام)

کر واپس ہوئی ہوں سو یہ بات نہیں میں تو اس لئے لوٹی ہوں کہ والد نے کہا تھا کہ زاہد متوکل شخص ہے سو اگر تم کو خدا پر توکل ہوتا تو اس روٹی کے رکھنے کو کیوں پسند کرتے اس نے کہا میرا روزہ تھا میں نے اس خیال سے یہ روٹی رکھ لی تھی کہ اس سے روزہ افطار کروں گا لڑکی نے جواب دیا کہ تو نے جس کا روزہ رکھا ہے تو اس کا مہمان ہے اور مہمان کی خبر گیری میزبان کے ذمہ ہے پھر کیوں اس کو رکھ چھوڑا ہے۔ اس شخص نے فوراً اس روٹی کو خیرات کر دیا تب وہ گھر میں داخل ہوئیں۔ صاحبزادی کے زہد و تقویٰ اور توکل کا کیا کہنا۔

محبت کا امتحان

ایک دفعہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے فرمایا کہ میں اپنے اندر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی ایسی محبت نہیں پاتا جیسی مریدوں کو شیخ سے ہوا کرتی ہے تو مولانا قاسم صاحبؒ نے اس کا عملی جواب دیا کہ اول تو اس بات کو ٹال گئے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ مولانا مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ آپ حاجی صاحبؒ سے بھی بڑھے ہوئے ہیں پس یہ سن کر مولانا گنگوہیؒ گھبرا گئے اور فرمایا توبہ کرو توبہ کہاں میں اور کہاں حاجی صاحبؒ میں تو ان کی خاک پا کے بھی برابر نہیں مجھے آپ کی اس بات سے سخت تکلیف پہنچی۔ تو مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ تو یہ کہتے تھے کہ مجھے حاجی صاحبؒ سے محبت نہیں پھر اتنی توبہ استغفار اور گھبراہٹ کیوں ہے۔ مولانا نے فرمایا جزاک اللہ واقعی تمہاری اس بات سے مجھے معلوم ہو گیا کہ بہت محبت ہے۔ تو مولانا نے زبانی جواب نہ دیا بلکہ عملی جواب دیا کیوں کہ بعض دفعہ زبانی جواب سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو بے زبان سے حاصل ہوتی ہے۔

ختم شد

راہِ سلوک و اصلاحِ باطن کیلئے چند عام فہم کتابیں

شیخ العرب والعجم قطب العالم الشیخ مولانا عبدالغفور عباسی نقشبندی مجددی فضلی مہاجر مدنی کی دو نادر تالیفات جو روزمرہ کی دعاؤں، اسباق سلوک نقشبندیہ، معمولات یومیہ، نصائح ضروریہ، منتخب احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت المحترم نور اللہ مرقدہ کے صبح و شام کے مخصوص اوراد و وظائف پر مشتمل ہیں۔ مقبول خاص و عام ہیں

(۱) دعواتِ فضلیہ ہدیہ بیس روپے (۲) اورادِ فضلیہ ہدیہ دس روپے

شیخ طریقت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب دامت برکاتہم خلیفہ اجل الشیخ مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی

کی چند معارکۃ الآراء تالیفات

ختماتِ اولیاء : [illegible] خواجگان اور اس کے فضائل کے مفصل ذکر کے علاوہ فضائل بسم اللہ [illegible] فضائل سورۃ الم نشرح، فضائل سورۃ اخلاص و دیگر ختمات شریف کے مختصر فضائل کا ایک نادر مجموعہ [illegible] تشنگانِ سلسلہ کے لئے انمول موتی کی حیثیت رکھتا ہے۔

تحفۂ غفوریہ : ثبوت بیعت و وسیلہ، آداب و شرائط شیخ، آداب مرید، حقیقت توبہ، فضائل ذکر، فضائل استغفار، فضائل درود شریف، فضائل کلمہ تمجید، فضیلت ذکر نفی و اثبات، فضائل شب بیداری اور چند نصائح وغیرہ پر مشتمل بہترین مجموعہ تشنگان راہ سلوک کیلئے تسکین ہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ غفوریہ مع فوائد و مسائلِ ضروریہ بظاہر یہ ایک مختصر سا کتابچہ ہے لیکن اس میں تصوف کے انتہائی اہم مسائل عام فہم انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ گویا سمندر کو کوزہ میں سمو دیا ہے۔

سعادتِ عظمیٰ خواص اسماء حسنیٰ و اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خاص خاص درود شریف اور مسنون دعاؤں پر مشتمل مختصر مگر جامع تالیف جس کا پڑھنا باعثِ برکت ہے۔

اصلاح المسلمین احکام اسلام کا پر تاثیر مجموعہ۔ اصلاح امت کیلئے نسخۂ کیمیا، کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب سابق صدر پاکستان مرحوم ضیاء الحق کا طیارہ حادثہ کا شکار ہوا یہ کتاب مرحوم کے پاس سے برآمد ہوئی۔

ملنے کے پتے

مسجد فیض الغفور شاہ فیصل کالونی نمبر ۲ کراچی نمبر ۲۵	ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک، کراچی	معرفت وزیر حسین اینڈ سنز ۲۰ کوپ ہیر بالمقابل ... کراچی

(مطبوعہ: ایجوکیشنل پریس کراچی)